سالانہ جلسہ آرہا ہے

اب وہ دن پھر نزدیک آرہے ہیں۔ جبکہ خدا کی بنائی ہوئی مقدس زمین دارالامان میں سالانہ اجتماع عظیم ہو۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یاتیک من کل فج عمیق کا نظارہ آنکھوں سے دیکھکر احباب اپنے ایمانوں کو تازہ کریں۔ خدا کے فضل سے یہ نقشہ ایسا دلچسپ ہوتا ہے۔ کہ خدا کے مرسل کی بتائی ہوئی باتیں جو اسنے ہمکو خدا تعالیٰ سے سنکر بتائیں تھیں ایسی پوری ہوتیں ہیں کہ وہ خدا کا نبی بھی خود بے اختیار کہ اٹھتا ہے:۔ زمینِ قادیان اب محترم ہے؛

ہجومِ خلق سے ارضِ حرم ہے؛

پس وہ دن نزدیک ہیں۔ جبکہ وہی نظارہ آپکی آنکھیں دیکھیں جو حرم میں نظر آتا ہے۔ اور آپ قادیان کو مسیح موعودؑ کی صداقتوں سے بھرا پائیں۔ اپنے احباب سے ملیں اور سب سے بڑھکر مسیح موعودؑ کے موعود فرزند حضرت فضلِ عمر خلیفۃ المسیح ثانی کی زبان سے وہ پاک کلمات سنیں جس سے ایمان پیدا ہوتا ہے۔ نور معرفت بڑھتا ہے۔ پس وہ اجتماع عظیم بہت سی خوبیوں کو اپنے اندر جمع کئے ہوئے آرہا۔ آپ ابھی سے اسمیں شامل ہونیکی کوشش کریں تاکہ دلوں سے وہ زنگ جو ایک مدت تک قادیان سے غیر حاضری کی وجہ سے پیدا ہوگیا ہے۔ دور ہوجاوے جلسہ پر خود آؤ اور اپنے ساتھ اپنے غیر احمدی دوستوں میں سے اور غیر مبائعین میں سے ساتھ لانے کی کوشش کرو۔ بہت سے احباب مدتیں گزر جاتی ہیں اور وہ قادیان میں نہیں آتے۔ اس دفعہ وہ خاص طور پر آنیکا عزم کریں ؛؛

(ابن یعقوب)

(انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر طبع ہوکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سفر نامہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

مصر کی ریل ہندوستان کی عام گاڑیوں وہ گاڑی چھوٹی تھی۔ لیکن خوبصورت مسافروں کے لیے آرام کا سامان اس میں کافی طور سے مہیا تھا۔ تھرڈ سیکنڈ میں کچھ فرق نہ تھا۔ اسکا ایک ہی کمرہ سب کا سب لے چٹوں کو سما سکتا تھا۔ برخلاف ہندوستان کے اور اسکے عمدہ صاف لیٹرن میں کوئی خاص قسم کی تنبیہی بھی نہ تھیں کہ کسی امتیاز کی ضرورت پڑتی۔ گاڑی بہت تیز جاتی تھی یہاں تک کہ باہر منہ نکال کر کسی چیز کو دیکھنا بہت مشکل تھا۔ میں نے اسکے سوا کچھ نہیں دیکھا کہ ریت کے ٹیلے یا کوئی پہاڑی سلسلہ دگردور سے چکر لگاتے ہوئے دھواں دھار غبار اُڑا رہے تھے۔

قاہرہ رات کو نو دس بجے ہم قاہرہ میں پہنچے۔ میں نے رات کو اترنے کو بہت ہی غنیمت سمجھا۔ جب گاڑی قاہرہ کے اسٹیشن پر ٹھہری تو میں قصداً گاڑی میں بیٹھا رہا۔ یہ انتظار تھی کہ لوگ سب آرام سے چلے جاویں پیچھے آرام سے اُتروں گا اتنے میں ایک قلی صاحب بھی آگئے جو کچھ ٹٹ بٹ بھی جانتے تھے۔ میں نے سر نکال کر اسے آواز دی اور انگریزی میں کہا۔ ایک بگھی لاؤ۔ وہ دوڑا ہوا دو تین بگھی والوں کو لے آیا۔ شیخ صاحب اسباب لیکر انکے ساتھ گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے آہستہ آہستہ ہولیا عادت کے موافق ہر ایک نے جھگڑا کہ یہ میری سواریاں ہیں۔ اسی جھگڑے میں جب اُنھوں نے پوچھا کہاں جاؤ گے۔ تب بھی ہمنے یہی کہا کہ ازہر

یونی ورسٹی۔ یونیورسٹی کو تو اُنکی بلا سمجھے لیکن جونہی کہ ازہر کا نام سنا ہر ایک ہمکو چھوڑ کر اپنی گاڑی پر جا بیٹھا۔ اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ جاؤ یہ تمھاری سواریاں ہیں۔ غالباً اُنھوں نے مجھے ننگے پاؤں اور ننگے سر دیکھ لیا۔ اور ایک نے کچھ متفکرانہ لہجے میں کہا دہ مشایخ یعنی یہ تو ملا ہی ہیں۔

اب ہم دونوں ایک دوسرے کا موقعہ دیکھتے رہ گئے۔ میں نے شیخ صاحب سے ہنسکر کہا کہ ازہر یونیورسٹی کی خیر نظر نہیں آتی۔ اِدھر اُدھر بڑی کوشش کر کے ہمنے پرانے زمانے کا ایک ریڑھ و بمشکل کرائے پر لیا۔ میں ٹانگیں لٹکا کر اُسکی پچھلی طرف بیٹھ گیا۔ اور شیخ صاحب موتی لیے میرے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ شیخ صاحب سے میں نے کہا کہ آیئے بیٹھ جایئے۔ مگر آپنے پسند نہ کیا۔ ورنہ جگہ اس میں کافی تھی۔

حمال ہمارے ساتھ کچھ بدمعاش حمال بھی چل پڑے اور وہ کچھ ایسی گڑبڑ مارتے کہ باوجود بڑی کوشش کے ذرا بھی سمجھ نہیں آتی تھی۔ خدا جانے کیا بولتے تھے۔ عربی یا قبطی۔ چونکہ ہمیں سوئز پر ایک دفعہ بوڑھے عرب کا کافی ہاتھ لگ چکا تھا۔ اسلیے ہمنے اسپر بھی بدظنی شروع کردی ہماری بدظنی کا ایک سبب یہی تھا۔

بقیہ مضمون صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمایئے

وہ یہ کہ جس ہوٹل میں ہم جا رہے تھے وہ کوئی بہت دور نہ تھا۔ لیکن ہم انکے ساتھ آدھ گھنٹہ چلے ایک گھنٹہ چلے تب بھی وہ ہوٹل سامنے آتا ہوا دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہمکو تاریک اور ٹیڑھی گلیوں میں نہ معلوم وہ کدھر لیجا رہے تھے۔ پہلے تجربے اور تاریکی اور ان کے ہنسنے وغیرہ سے ہمیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ ہمیں کہیں لوٹنے کے لیے لیجا رہے ہیں۔

آخر شیخ صاحب سے نہ رہا گیا۔ اور انکو فصیح عربی زبان میں دھمکانا شروع کر دیا۔ مگر یہ قل ہلیاں انکی بلا سمجھے۔ شیخصاحب کو دیکھکر مجھے بھی جوش آیا۔ اور میں نے بھی انگریزی سے ان کے دلوں پر رعب بٹھانا شروع کر دیا۔ شیخ صاحب کو اور بھی غصہ آیا۔ جس سے عربی تو بھول گئے اور اردو میں گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔ اور آگے سے جا کر گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ادھر سے میں بھی اُتر پڑا اور گلی میں کھڑے ہو کر ان بچاروں پر آوازے کسنے شروع کر دیئے آخر کسی نہ کسی طرح اُن کے دلوں پر رعب بیٹھ گیا۔ ہماری اردو سے یا ہمارے واویلے سے یا ہماری انگریزی سے اُنھوں نے گھوڑے کی باگ کو موڑا۔ اور پھر ایک دوسرے کوچے تک چلکر ایک اور راستہ لیا۔ اور ہمیں کیا یقین کہ اب بھی یہ رستہ صحیح منزل پر لیجائیگا یا شہر کے خراب کونوں میں آخر بعض گزرنے والوں سے ہم نے دریافت کیا کہ ہمیں ایسے ہوٹل میں نازل ہونیکی ضرورت ہے جو اتہر کے قریب ہو۔ اسکا راستہ بتلائے اُنھوں نے بڑے لطف سے شفقت کا اظہار کرتے ہوئے ایک ہوٹل کا راستہ بتایا۔ اسپر خوش ہو کر یا متاثر ہو کر ہمنے ریڑھے والے اور اُسکے ساتھی حمالوں کی شکایت انکے پاس کرنی شروع کر دی گویا کہ وہی شہر کے کوتوال تھے۔ نہ معلوم اُنھوں نے اپنی زبان میں اُنھیں کیا کچھ لعن وطعن کیا۔ یا ہمپر اپنے دل میں ہنسے۔ آخر ایک گھنٹے کے بعد

ہوٹل

ہم ایک ہوٹل میں پہنچے جس کے دروازے بند تھے۔ ریڑھو والے نے اپنے ہاتھ پاؤں سے ایسے ہی زور کی دستک دی جس زور سے وہ چلایا۔ آخر اندر سے ایک بڑبڑاہٹ اور تالہ کھلنے کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی گئی۔

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لمبا موٹا۔ سیاہ فام حبشی موٹے موٹے ہونٹھ کھولے ہوئے۔ سفید دانت نکالے ہوئے خدا جانے وہ ہنس رہا تھا یا دانت پیس رہا تھا۔ کہ ایسے وقت میں ہمنے اسے میٹھی نیند سے جگایا ہے۔ باہر نکل آیا اور اس ریڑھو والے سے کچھ باتیں کرکے ہم سے کہنے لگا مرحبا یا شیخ فوتو۔ فوتو۔ مجھے تو یہ عربی سنکر عربی کی رہی سہی محبت فوراً غائب ہو گئی۔ اور جو رہا سہا شوق تھا وہ نفرت سے تبدیل ہونے لگا۔ اور میں نے بھی مڑ کر شیخ صاحب سے کہا فوتو۔ فوتو یا شیخ۔ اور ہم فوتو فوتو کہتے ہی اندر اسباب کو اُٹھوا کر لیگئے۔ اب جبکہ ہمنے ریڑھو والے کو کرایہ دیا تو اس نے زمین پر ہمارے پیسوں کو دے مارا اور کسی چڑیل زبان میں ہمسے خدا جانے زیادہ رپوں کا مطالبہ کیا اور گالیاں نکالیں۔

ہم آگے ہی تنگ آئے ہوئے تھے جتنا ہوٹل والے نے کہا اتنا ہی دیدیا۔ شاید یہ جرنیلی کہ ہمنے اسکو معاش کو اپنے لٹوانے کا کوئی موقع نہ دیا۔

کیونکہ شہر میں یہ حمال اور بہت سے ہتھکنڈے باز

جیب کترے۔ دغاباز اور فریبی موجود ہیں جو کہ انجان مسافروں کو لوٹنے کیلئے ادھر ادھر شہر میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ خدا ہی کا فضل تھا کہ ہم محفوظ جیبوں کے ساتھ ہوٹل کے کمروں میں جا اُترے۔

عشاء کی نماز پڑھکر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لا کر ہم اپنے اپنے بستروں پر لیٹ گئے۔ شیخ صاحب کے دماغ میں جو کچھ گذرتا تھا وہ جانیں۔ مجھے تقریباً رات بھر نیند نہ آئی یہی شوق کہ کسی نہ کسی طرح سورج چڑھے۔ یا مجھ سے ہو سکے تو اسکو چڑھاؤں اور ازہر یونیورسٹی کے بچوں اور اسکی اسٹیج کے سامنے اپنے آپ کو پاؤں۔ وہ کیسا ہی سعید دن ہوگا جبکہ عربی کے پروفیسر ہمیں فصیح عربی میں لیکچر دیں گے اور ہم اُن کے ساتھ فصیح عربی میں گفتگو کرینگے اور آخر دو تین سال کے بعد عالمانہ شہادت لیے ہوئے ہندوستان میں شور مچاتے ہوئے جا پہنچیں گے۔ کہ دیکھو اذہر یونیورسٹی کے گریجوئیٹ!!!

کہتے ہیں بلی کو چھچھڑوں کی خوابیں میں نے اس قسم کی خوابوں کا پہلے تجربہ نہیں کیا تھا۔ لیکن

عالم خواب وخیال

اس رات میرے خیال نے ایک نہایت ہی خوبصورت عمارت میری آنکھوں کے سامنے کھڑی کر دی۔ جو ایک بڑے وسیع سبزہ زار کوشک یار ڈمیں ہے اور ہر طرف پیچ دار روشیں کھیل گاہیں وغیرہ وغیرہ موجود ہیں اور اسکے بیچوں بیچ ایک خوبصورت ہسپتال خوشنما منظر دکھا رہا ہے۔ بڑے گیٹ کے آگے دربان کھڑا ہے۔ بگھیاں آتی اور جاتی ہیں۔ چنانچہ میں بھی وہاں پہنچا ہوں لیکن سر اور پاؤں سے ننگا۔

آخر کئی مختلف گیلریوں سے ہوتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا ہوں جس کا فرش سنگ مرمر کا ہے۔ اور چھت ایک ثابت قطعہ سفید پلاسٹر سے مضبوط دروازوں اور کھڑکیوں پر خوبصورت پردے اور جھالریں لٹک رہی ہیں۔ بجلی کے پنکھے چل رہے

ہیں۔ میں ایک کرسی پر بیٹھکر پروفیسر کی تقریر سن رہا ہوں اب مجھے یاد نہیں کہ وہ کیا تھی۔ غالباً عربی نہ آنیکی وجہ سے ذہن سے جونہی میری آنکھ کھلی۔ غائب ہو گئی۔ مجھے بڑی آرزو تھی۔ اور دعا بھی مانگی۔ کہ اللہ کرے کہ یہ خواب الہی ہی ہو۔ اور ضرور ایسی ہی ہوگی۔ کیونکہ ازہر یونیورسٹی کا نام دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اور چاروں طرف سے طالب علم جوق در جوق اسکے علوم و فنون سے فیضیاب ہونیکے لیے جا رہے ہیں۔

الحمد للہ کہ ہندوستان کی زندگی تباہ کرنیوالی یونیورسٹیوں سے نجات پاکر ازہر یونیورسٹی میں آن پناہ لی۔ کاش کہ ہم پہلے سے یہاں آتے اور اپنے وقت کو ضائع نہ کرتے غرض اسی قسم کے خیالات تھے اور یہی شوق تھا کہ رات بھر اُبھارتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کی آذان ہوئی جو کہ نہایت میٹھی اور دل رُبا آواز تھی۔

صبح کی آمد ازہر کیلیے بیقراری

رات گذر گئی شکر پڑھا اور شیخ صاحب کو نماز کیلیے جگایا۔ نماز کے لیے تو کیا سچ پوچھو تو ازہر یونیورسٹی کی تیاری کیلیے شیخ صاحب کو ایک دو گھنٹے پہلے ہی سے جگا دیا۔ اُٹھکر ہم نہائے ہندوستانی پاجامہ اور قمیص اور نیا کوٹ پہنا۔ یہی ہمارا سارے کا سارا بناؤ سنگار تھا۔ جو ازہر یونیورسٹی کی زیارت کے لیے پہنا۔ منٹ گن گن کر کھڑکی سے جھانکیں مار مار کر سورج کے چڑھنے کا انتظار کرنی شروع کر دی جب وہ نکلا تو میں نے اپنے لیے بوٹ اور ٹوپی خریدنے کی شیخ صاحب کو تکلیف دی۔ سات بجنے کے قریب وقت تھا شیخ صاحب خالی واپس آ گئے کہ دوکانیں ابھی نہیں کھلیں آخر ایک گھنٹہ اور انتظار کیا پھر ہوٹل کے ایک نوکر کو شیخ صاحب کے ساتھ روانہ کیا مگر پھر بھی دکانیں نہ کھلیں۔ آخر جب تیسری دفعہ دس بجے کے قریب دوکانیں کھلیں میری ٹوپی اور بوٹ چودہ دن غائب ہونیکے بعد نئی صورت۔ اور نئی فیشن میں آ گئے ٹوپی اور بوٹ کو پہنکر ہم ازہر یونیورسٹی کو دیکھنے چل پڑے (باقی پھر)

باسل مشن سے سبق

مالابار میں ایک مشن باسل مشن کہلاتا ہے - میں نے اس مشن کے متعلق یہ معلوم کیا ہے - کہ اس مشن کی چلانے کے مختلف ذرائع ہیں - چنانچہ اُن ذرائع میں سے ایک یہ بھی ہے - کہ مالابار کے شہر کینانور میں باسل مشن کی طرف سے ایک عظیم الشان کپڑے کا کارخانہ جاری کیا ہے - اس کارخانہ کی آمدنی سے مشن کے بہت سے اخراجات پورے کئے جاتی ہیں *

یہ مشن ایک طرف تو ایک معقول تعداد میں غریب بھائیوں کی اسطرح سے مدد کرتا ہے - کہ ان کے لئے کام مہیا کئے ہیں - اور وہ اسمیں کام کرکے روپیہ روز کے قریب کما لیتے ہیں - اس کے اندر کئی سو آدمی کام کرتے ہیں - اور وہ سارے کے سارے عیسائی ہیں - یہ ایک معقول جماعت جنکے روزگار اس سے چل رہے ہیں - وہ خود بھی مشن کو چندوں سے مدد دیتے ہیں - گویا اس مشن نے نہ صرف یہی کیا کہ ایک غریب جماعت کو بھوکے مرنے سے بچایا بلکہ ان سے پھر خود بھی فائدہ اٹھایا *

اس کے علاوہ اسکی آمدنی ساری کی ساری مشن پر خرچ کی جاتی ہے - اور اسکے ذریعے سے نئے آدمی عیسائی بنائے جاتے ہیں - یہ امر ہمکو سبق دیتا ہے - کہ غیر اقوام کس طرح سے اپنے اخراجات کیلئے تجاویز سوچتی رہتی ہے - ہماری جماعت جسکے کام خدا کے فضل سے دن بدن بڑھ رہے ہیں - صرف لنڈن مشن ہی کے اخراجات کو اگر دیکھا جاوے تو وہ ایک بڑی بھاری رقم ہے - جسکی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے اور یہ خرچ دن بدن بڑھ رہا ہے - اور ابھی ہم نے اپنے کام کو ختم نہیں کر لیا بلکہ دنیا ساری کی ساری ابھی اسی طرح پڑی ہے - اور اگر سچ پوچھو تو ہم نے سو میں سے ایک حصہ بھی کام نہیں کیا - خدا کے فضل سے دن بدن کام بڑھیگا - اور کام کے بڑھنے سے اخراجات کا بڑھنا ضروری امر ہے ایک ایک کام کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا ہے اور ہماری آمدنی کا ذریعہ صرف چندہ ہے - چندہ دینے میں بیشک ہماری جماعت سب سے آگے ہے مگر میں خیال کرتا ہوں - کہ ہمارے کام کو ہمارے چندے پورے نہیں کر سکتے - مسلمانوں کے گذشتہ زمانہ میں تاریخ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صرف نبی کریم کے زمانے میں چندے کی زیادہ ضرورت تھی - مگر حضرت عمر رضؓ کے زمانے میں سلطنت کی وجہ سے بہت روپیہ بیت المال میں آ گیا تھا جو قومی ضرورتوں کے لیئے کافی تھا *

بعد میں بھی جبکہ بادشاہوں کے دلوں میں صرف نمائشی اسلام رہ گیا تھا - اسوقت بھی وہ جو کام کرتے مثلاً اگر مسجدیں بنائی جاتیں تو ان کے ساتھ انکی مستقل آمد کی صورت پیدا کرنیکے لئے زمین یا دیہات یا دکانیں ان کے نام کر دیتے ان کی آمدنیوں یا انکے محاصل سے یا ان کے کرائیوں سے ان کے اخراجات چل جاتے تھے - بلکہ نہ صرف اخراجات ہی چلتے - بلکہ ہزاروں لاکھوں روپیہ بچ رہتا - چنانچہ اب بھی گذشتہ بادشاہوں کی یادگار جو مساجد یا مقابر وغیرہ ہیں - ان کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہے - یعنی ان کے ساتھ مستقل آمد کے سامان بھی ہیں - مگر ہمارے ہاں بہت سے کام ایسے ہیں - جنکے اوپر سالانہ ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا ہے مگر

ان سب کی آمدنی کا ذریعہ صرف چندہ ہی ہے - مثلاً محکمہ تعلیم - محکمہ اشاعت جسمیں تمام مشن داخل ہیں لنگر خانہ - مہمان خانہ - سالانہ جلسہ - اب یہ سب کے سب مستقل کام ہیں - اور سب کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں - مثلاً صرف جلسے ہی کو لو ایک وقت تھا کہ صرف تین ہزار روپیہ صرف ہوتا تھا - آج سات ہزار سے اوپر کا خرچ ہے :

اسی طرح باقی کے محکمے ہیں - ان محکموں کی مستقل آمدنیاں کوئی نہیں ہیں - صرف چندے ہی پر انکا مدار ہے جبکہ ہمارے کام دن بدن بڑھ رہے ہیں - اور اگرچہ چندی کی تعداد بھی ایک جگہ پر ٹھیری ہوئی نہیں ہے - مگر میں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا - کہ اگر غور کیا جاوے تو ہم ہر سال جسقدر بجٹ بڑھاتے ہی اتنی رقم نئے چندوں سے ہمارے خزانے میں جمع نہیں ہوتی - بلکہ وہی لوگ جو پہلے چندہ دیتے ہیں - ان ہی کو اور آگے کی نسبت ہوشیاری سے کام لینا پڑتا ہے - کیونکہ بہت سی انجمنیں ایسی ہیں جہاں سالہا سال سے احمدیوں میں تعداد کے لحاظ سے اضافہ نہیں ہوا - بلکہ پیغامی فتنہ کی وجہ سے کمی ہوئی اب اگر پہلے وہاں سے ہمکو ۱۰۰ ماہوار چندہ آتا تھا اور اب ۱۲۵ آنے لگا ہے - تو اس سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہاں کے افراد بڑھ گئے ہیں - بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہی آگے کی نسبت چندہ زیادہ دیتے ہیں :

ہماری ترقی کی رفتار ایسی سست ہے - کہ ہم اس رفتار سے جلدی اپنا کام پورا نہیں کر سکتے بلکہ صدیوں تک ضرورت ہے - کہ ہم کوشش کریں - پس جب کہ ایک طرف وہ جماعت جو چندے دے اسکی تعداد میں کافی اضافہ نہیں ہوتا - میں یہ نہیں کہتا کہ ہوتا نہیں - مگر ہاں میں یہ کہونگا کہ جیسا اضافہ ہماری جماعت میں ہونا چاہئے ویسا نہیں ہوتا - جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ایک خاص تعداد قومی اخراجات کے نیچے دبتی چلی جاتی ہے - ہمیں ضرورت ہے کہ ہم ایسے ذرائع سوچیں جن سے ہم اپنے بڑھتے ہوئے کاموں کو چلا سکیں - جنکے ساتھ ہم اپنے کمزوروں کی مدد کر سکیں - میں اس امر کی طرف اپنی جماعت کے مدبرین کو توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں - کہ اگر وہ پسند کریں - تو وہ بعض خاص کاموں کیلئے جیسے کہ میں نے نام لئے ہیں مستقل طور پر فنڈز قائم کردیں اور یہ ضروری نہیں کہ سارے فنڈز ایک ہی سال جاری کر دئے جاویں بلکہ یہ ہو سکتا ہے - کہ ہر سال ایک فنڈ قائم کر دیا جاوے :

مثلاً جلسہ ہی کو تو وہ وقت دور نہیں جبکہ جلسہ کے سالانہ اخراجات دس ہزار تک پہنچ جاویں - بس جب کہ ایک طرف سال کے آخیر پر انجمن کے خزانے میں روپیہ کی کمی ہوتی ہے - جلسہ کیلئے دس ہزار کی بڑی رقم یکدم نکالدینا کوئی آسان امر نہیں ہے - اگر ایک فنڈ صرف جلسے کیلئے ہو - اور اسکے روپے سے ...... کوئی کام نہ ہو تو میں امید کرتا ہوں - کہ جیسے باسل مشن عیسائیوں کی ایک غریب جماعت کی مالی مدد اس رنگ میں کر رہا اور مذہبی کام بھی کر رہا ہے - ایسے ہی احمدیوں کا ایسا صیغہ غریب احمدیوں کو کام پر لگا کر انکی مدد بھی کر سکتا ہے - اور اپنا کام بھی چلا سکتا ہے :

میں سلسلہ کے دیگر احباب کی خدمت میں یہ عرض کرونگا - کہ اگر وہ پسند کرتے ہیں - تو اس پر عمل کرنیکی کوشش کریں - اگر ہم ایسا کریں - تو بہت سے کام جنکے لئے ہم کو اب روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے - وہ ہمارے روپیہ سے مستغنی ہو جاوینگے ... اور وہ روپیہ جو انکے لئے خرچ ہوتا تھا اسی سے ہم اور مفید کام کر سکتے ہیں؟ (شیخ محمود احمد)

جدید تحقیقات کی ترقی کے ساتھ کرۂ ارض کی عمر بھی زیادہ ثابت ہوتی جاتی ہے پہلے یورپ کا خیال تھا کہ زمین کو وجود میں آئے ہوئے سات آٹھ ہزار سال سے زائد نہیں ہوئے۔ اُنیسویں صدی کے آخر میں محققین نے فیصلہ کیا کہ زمین کی عمر کئی لاکھ سال کی ہو چکی ہے۔ تازہ ترین تحقیقات یہ ہے کہ اُسکو پیدا ہوئے آٹھ کروڑ اور پندرہ کروڑ کے درمیان زمانہ گزر چکا ہے

مسٹر میلک۔ فیلو رائل سوسائٹی نے حال میں ایک ایسا آلہ ایجاد کیا ہے جس سے یہ پیمائش ہو جاتی ہے کہ نباتات دن کے کس حصہ میں کتنی نمو ہوتی ہے۔ لندن کے مشہور عجائب خانۂ نباتات کیو گارڈنز میں اس آلہ کی مدد سے جو متعدد تجربات کیے گئے اُن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ درختوں میں سب سے زیادہ نمو صبح سے دوپہر تک ہوتی ہے۔ اور دوپہر کے بعد سے یہی نہیں کہ نمو نہیں ہوتی بلکہ انقباض پیدا ہونے لگتا ہے۔ توقع ہے کہ اس آلہ کے اختراع سے گورنمنٹ محکمہ ”جنگلات“ خاص نفع حاصل کرے گا۔

ہندوستان کے مختلف مقامات ماہرین سائنس اس اَمر کے تجربات کر رہے ہیں کہ دیواروں میں اگر خول رکھا جائے اور اُنکے برقی پنکھوں سے ہوا کو حرکت ہوتی رہے تو مکانات کس حد تک گرمی کے اثر سے محفوظ رہ سکتے ہیں

پروفیسر فیسنڈین نے حال ہی میں زمین دوز آبدوز ٹیلیفون ایجاد کیا ہے۔ اسکے ذریعہ سے خشکی و تری کے دور دراز مقامات تک بلا تکلف آواز پہنچائی جا سکتی ہے۔ بعض وحشی قبائل میں ابتک یہ ملکہ پایا جاتا ہے کہ وہ زمین پر کان لگا کر بہت دور سے دشمن کی آمد نیز دوسرے اقسام کی آوازیں سن سکتے ہیں۔ پروفیسر موصوف نے اسی ملکہ کو پیش نظر رکھکر علمی تجربات کیے اور بالآخر اس آلہ کا اختراع کیا۔

ابتک یہ سمجھا جاتا تھا کہ مکھیوں کو رنگ سے خاص تعلق ہے بعض بعض الوان کی جانب سے اُن کی کشش زیادہ ہوتی ہے اور بعض کی جانب کم۔ مگر ڈاکٹر اوسی۔ لاج کے تازہ تجربات اسکی تردید کرتے ہیں۔ ڈاکٹر موصوف کا بیان ہے کہ روشنی کی کمی یا زیادتی اور رنگوں کے اختلاف سے مکھیاں مطلق متاثر نہیں ہوتیں وہ سب سے زیادہ اپنی قوت شامہ کے تابع ہوتی ہیں۔ اور مختلف اشیاء کی بو وخوشبو اُنھیں اپنی جانب کھینچتی ہے۔

درخواست دعا

حاجی عبد القدیر صاحب احمدی شاہجہان پوری بعض مشکلات میں ہیں۔ احباب اون کے دور ہونیکے لیے دعا فرمائیں +

حکیم محمد اسمٰعیل صاحب تاجر سرمہ بھی اپنی مشکلات کے لیے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

ایڈیٹر الحکم کا ایک لطیف مضمون خلافت صدیق پر (شیخ محمود احمد)

قرآن مجید تمام نزاعوں میں حکم ہے

کیونکہ فرماتا ہے وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِی شَیْءٍ فَحُکْمُہٗ اِلَی اللّٰہِ ۵

جس مسئلہ میں تم اختلاف کرو تو اسکے فیصلہ کے لیے اللہ ہی کی طرف رجوع کرو

قرآن مجید کی شان بلند لاریب فیہ - فیہا کتب قیمہ - اس میں تمام صحیح و ثابت شدہ صداقتیں موجود ہیں - وانہ لحق الیقین - اور فی الحقیقت وہ حق الیقین ہے ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (۵) تبیانا لکل شیء (۶) حکمۃ بالغۃ (۷) شفاء لما فی الصدور امراض صدری کیلیے شفا ہے (۸) ان ھذا القرآن یھدی ھی اقوام (۹) ما فرطنا فی الکتب من شیء ہم نے اس کتاب میں کسی مفید اور ضروری امر کو نہیں چھوڑا (۱۰) قد جاءکم برھان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا - لاریب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف برہان آئی - اور تمہاری طرف ہم نے روشن کردینے والا نور نازل کردیا ہے (۱۱) انہ لقول فصل ۵ وما ھو بالھزل بے شک قرآن مجید ایک فیصلہ کن کلام ہے وہ ہزلیات میں سے نہیں۔

جبکہ قرآن مجید کی یہ شان ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ ہم اپنے نزاعوں میں قرآن مجید کا ہی فیصلہ ناطق نہ مانیں قرآن مجید نے دوسرے مذاہب کے اختلاف میں بھی صحیح فیصلہ فرمایا - مثلاً - یہودیوں اور عیسائیوں کے درمیان مشرکین اور موحدین کے درمیان - منکرین قیامت اور قائلین قیامت کے درمیان - وہ ہر قسم کے نزاعوں کا فیصلہ کرتا ہے خواہ اندرونی ہوں یا بیرونی - اس لیے میں اپنی تقریر میں قرآن مجید ہی سے استدلال کروں گا جسکے سامنے ہر ایک کی گردن جھک جانی چاہیے - جو قرآن مجید کو مانتا ہے - بالخصوص مسئلہ خلافت کا فیصلہ اسی واسطے نہیں منوانا چاہتا کہ قرآن مجید نے اسطرح پر کہا ہے بلکہ اسلیے بھی کہ وہ حق ہے - واقعات نے حقہ اسکے موئد ہیں - خدا کا کام اور کلام اس امر میں دونوں مطابق ہیں

روایات اور دیگر کتابوں کی بناء پر بحث کرنے سے لمبی ہوتی ہے - چنانچہ کتابیں جو فریقین کی طرف سے لکھی جاتی ہیں وہ اسپر شاہد ہیں اور اسی سلسلہ نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا بلکہ اسنے اسلام کے عظیم میں دو بڑے عظیم الشان دریا عذب فرات (میٹھا خوشگوار) اور ملح اجاج (کڑوا تلخ) پیدا کردیے اور دونوں میں ایسا برزخ قائم ہوگیا کہ اب ان میں اتصال محال معلوم ہوتا ہے اور آئے دن کے مباحثات اسے اور بڑھا رہے ہیں پس ہمکو تنازع کو منزل کے قریب اور فیصلہ کے نزدیک لانے کی کوشش کرنا چاہیے - اور قرآن کریم کے فیصلہ سے

سامنے سر جھکا دینا چاہیئے - اسلام تفرقہ مٹانے آیا تھا - ایک ہی خدا - قبلہ - قرآن - نبی مانتے ہیں -

قرآن کریم وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا - حق کے لیے کبھی کوئی ایسی بات پیش نہیں کرنی چاہیئے جو تہمت کی شکل اختیار کر لے - مسئلہ خلافت میں جن لوگوں سے نزاع ہے یعنی حضرات شیعہ - اکابر علماء شیعہ - قرآن مجید میں محرف مبدل ہونے کے قائل نہیں - انپر الزام ہے جو صحیح نہیں - خود محققین علماء نے فیصلہ کر دیا ہے - پس غلطی ہے کہ ان پر اس قسم کا الزام لگایا جاوے - جس کا خود اُن کو انکار ہے -

صراط مستقیم جو شیعوں کی معتبر تفسیر ہے اس میں انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کی تفسیر میں صاف لکھا ہے - ای انا لحافظون من التحریف والتبدیل والزیادۃ والنقصان

حدیقہ سلطانی میں ہے کہ والزیادۃ فی القرآن بطلانہ ظاہر مجمع علیہ اور کمی کے متعلق سید مرتضےٰ نے فرمایا کہ ہرگز کمی نہیں ہوئی -

قاضی نور اللہ شوستری بھی اس الزام کی تردید کرتے ہیں - شیخ صدوق ابو جعفر محمد بن علی رسالہ اعتقادات میں لکھتے ہیں کہ ہمارا اعتقاد قرآن میں ہے کہ تحقیق القرآن جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا ہے وہی ہے جو بین الدفتین ہے اور وہی جو لوگوں کے ہاتھ میں پایا جاتا ہے

محمد بن حسن (حر عاملی) جو شیعوں میں بڑا محدث گزرا ہے وہ لکھتا ہے - ہر کسے کہ تتبع و تفحص تواریخ و اثار نمودہ بعلم یقینی مے داند کہ قرآن در غایت و اعلیٰ درجہ تواتر بودہ و الاف صحابہ حفظ و نقل مے کردند آں را در عہد رسول خدا مجموع و مولف بودہ -

علاوہ بریں - قرآن کی حفاظت کا خود خدا تعالےٰ نے وعدہ فرمایا ان نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اسکا نام الکتاب رکھا - حفاظت کے اسباب میں اس کا حفظ کرنا اور رمضان میں قرآن کریم کا حفظ سنایا جانا - یہاں تک کہ اس کے رسم خط کی حفاظت کی گئی اور بالآخر کر دیا - لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید - پھر قرآن مجید کی ترتیب سورتوں و آیات بھی اللہ تعالیٰ کی وحی کے نیچے ہوئی ان علینا جمعہ و قرآنہ بیشک ہمارے ذمہ ہے اسکو جمع کرنا اور اسکو پڑھنے کے قابل بنانا - پس ایک وہم ہے جو کسی کو ہو کہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مرتب نہیں ہوا دنیا کی کسی کو یہ شرف اور عزت نہیں - نہ بائبل کو نہ وید کو نہ ژند واستا کو اب جبکہ قرآن مجید ایک ایسا زبردست - جج ہمارے ہاتھ میں ہے ہم اپنا یہ جھگڑا اسکی عدالت میں پیش کرتے ہیں -

نفس خلافت کے متعلق کوئی اعتراض نہیں یہ مسلمہ امر ہے کہ خلافت لازمی چیز ہے - سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ سیدنا حضرت صدیق اکبر اور سیدنا حضرت فاروق اعظم اور سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہم جو یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے یہ درست ہے یا نہیں ؟ انھوں نے جائز طور سے مسند خلافت کو عزت دی یا کسی اور کا حق تھا انھوں نے لیا ؟ اس سوال کا جواب صاف اور مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ یہ حق تھا جس کی خدا تعالیٰ نے تائید کی -

اسکے دلائل سے پہلے میں نفس خلافت کے متعلق قرآن مجید کا فیصلہ بتانا چاہتا ہوں کہ آیا قرآن مجید نے بھی فی الواقع حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی خلافت کا وعدہ فرمایا تھا یا نہیں ؟

سنو قرآن مجید میں سورہ نور میں فرماتا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَـيْــــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

اس آیت میں سند بجہ ذیل امور قابل غور ہیں

اوّل وعد اللّٰہ کے لفظ میں خدا تعالیٰ کے وعدہ کا ذکر کر کے خلافت دینے کے وعدہ کو ل تاکید اور ن ثقیلہ کے ذریعہ تاکید ظاہر کرتا ہے اس وعدہ کو موکد کیا گویا بتا کہ وعدہ اٹل ہے۔

دوم خلافت کے مشکلات کا ذکر کیا اور ضمناً پیشگوئی کی وہ مشکلات دور ہو جائیں گی۔ دیکھی تزلزل کے اسباب پیش آئینگے۔ مگر اللہ تعالیٰ یقیناً تمکین دین عطا کرے گا۔ پر وہ دین وہی ہو گا جو پسندیدہ الٰہی ہے ارتضٰی لھم۔

سوم۔ خوف پیدا ہو گا مگر خوف امن سے تبدیل ہو جائے گا۔

چہارم۔ ہر وعدہ جات کو ل تاکید اور ن تاکید سے موکد کر کے بتایا کہ وعدے اٹل ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ ہی ایسا کریگا کسی انسانی منصوبہ کا اس میں دخل نہ ہو گا۔

پنجم۔ ایسا کیوں کیا جائیگا تاکہ شرک کی بنیاد گرائی جائے یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا اسی سے خلفاء کے کامل موحد اور حنیف ہونے کا فیصلہ ہے

ششم اسی خلافت حقہ اور راشدہ کے انکار کا انجام بتایا۔

۷۔ اسے اگلی آیت تعلق آیت استخلاف سے ظاہر ہے کہ خلافت سے قیام کے وقت کی ایک نشانی ہے۔ اقامت صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ میں سستی ہو گی۔ لہٰذا حکم دیا اقیموا الصلوٰۃ اور پھر اطیعوا الرسول پر زور دیا۔ اس آیت کی تصریح کرو۔

۸۔ آیت استخلاف پر ایک اور پہلو سے نظر اس وعدہ کے ایفا پر خدا تعالیٰ کے وجود کے ثبوت کا مدار تھا۔ اسلام کی سچائی کا مدار تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا مدار تھا۔ اس لیے کہ موسوی اور محمدی سلسلوں میں استخلاف کے لحاظ سے پوری مشابہت ضروری تھی اور یہی قرآن کریم کا دعویٰ تھا۔ ایک جگہ اس نے کہا۔ انا ارسلنا علیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا اور یہاں فرمایا کما استخلف الذین من قبلھم اس لفظ کما پر غور کرو جو دونوں آیتوں میں آیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد معاً بلا فصل یشوع بن نون۔ اسیطرح یہاں ابوبکر صدیق بلا فصل خلیفہ ہو گئے۔ جیسا کہ آیت استخلاف کے بعد اطیعوا اللّٰہ کے لفظ میں توجہ دلائی گئی تھی پاک اور پر تاثیر ہاتھوں اور توجہات کی تربیت کردہ قوم نے خدا تعالیٰ کے مقتدر کلام کے سامنے سر جھکا دیا اس عظیم الشان کو جو اسلام کے لیے آدم ثانی تھا یعنے صدیق اکبر کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کر لیا اور اسطرح پر خلافت یا استخلاف کے مبارک سلسلہ کے پہلے بانی اور مظہر ہوئے۔

۹ - آیت استخلاف ایک وعدہ ہے اور یہ نص صریح ہے استخلاف پر اسکا پہلا مصداق واقعات نے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔ پس ابوبکر صدیق کی خلافت کے لیے اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی مگر میں اسپر اکتفا نہیں کرتا۔ میں صدیقی خلافت کے دوسرے دلائل پیش کروں گا۔

آیت استخلاف ایک اور سوال کو بھی حل کر دیتی ہے وہ یہ کہ مسند خلافت پر بیٹھنے والے مومن صالح اور موحد تھے۔ خدا کے حضور پسندیدہ دین کے سچے متبع تھے جیسا کہ الفاظ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات بتاتے ہیں

۱۰ - آیت استخلاف سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس وعدہ سے حصہ لینے والے دیگر صحابہ تھے جیسا کہ لفظ منکم بتا رہا ہے۔

۱۱ - درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے خلافت کے لیے شرط ہے ایمان اور اعمال صالحہ کی پس اگر حضرت صدیق اکبر ایمانی رنگ میں ایک بے نظیر اور صحابہ میں سب سے ممتاز انسان تھا تو یہ بدیہی بات ہے کہ اولاً بالذات اس وعدہ خلافت کا حقدار وہی تھا خدا کا کام یعنی فعل اسکی شہادت دے رہا ہے۔ پس آؤ صدیقی فطرت۔ اور صدیقی ایمان - اور صدیقی اعمال پر ایک نظر کریں۔

۱۲ - صدیقی فطرت کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قلبی مناسبت ہے یہ حقہ معقول کا فیصلہ تعالیٰ نہایت لطیف اور اسرار خلافت میں ہے اس سے صدیق اکبر کی شان علیہ کا پتہ لگتا ہے۔ کیونکہ والذی جاء بالصدق وصدق بہ مصدق اور مصداق میں مناسبت کے اظہار پر نص ہے۔

اب غور کرو۔ کہ صدیقی فطرت کو کس قدر مناسبتیں حضرت نبی کریم سے ہیں اول جوان مشرفا میں سب سے اول ایمان لائے دوم واقعہ صدیق آیت والذی جاء بالصدق وصدق بہ کے موافق پیش آیا۔ سوم ہجرت کے خطرناک دن آپ ہی رفیق السفر اور مونس غار تھے اور وہاں خدا تعالیٰ کی محبت کی تھی - صادق و مصداق دونوں پر نازل ہوئی چہارم - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ بلا فصل ہوئے پنجم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اسلام کو استوار اور از سر نو زندہ کرنے میں ششم اپنے محبوب و مقتدا سید و مولیٰ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پہلو سونے میں -

یہ مناسبتیں ایسی ہیں کہ ہر ایک مومن سے اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ میں ہر ایک کی تفصیل نہیں کروں گا بعض کی کسی قدر تصریح کروں گا

۱۳ - صدیق کی تصدیق اور ایمان لانا

اس خوفناک وقت کا تصور کرو جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ تھے اپنے بیگانے سب دشمن - کوئی کوشش نہیں جو ایک ہتیار بند جری اور شجاع اور کینہ توز قوم نے آپکے نیست و نابود کرنے میں نہ کی ہو - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اور تعلیم عرب میں ایک انقلاب عظیم کی ترادف تھی اُنکی معاشرہ اُن کا تمدن اُن کی سیاستہ اور بالآخر اُن کے مذہب غرض تمام امور پر ایک خط نسخ کھینچکر نیا آسمان اور نئی زمیں آپ بنا دینا چاہتے تھے اسلئے عالمگیر مخالفت لازمی تھی اس ساعت میں جبکہ اپنے پُرانے دشمن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینا - قوم برادری سے قطع تعلق ہی نہ تھا بلکہ ایک خوابیدہ فتنے کو بیدار کر لینا تھا - ایمان لانا آسان امر نہ تھا - اور نہ صرف یہ کہ آسان نہ تھا - بلکہ ان تمام خطرات میں اپنے کو ڈالدینا تھا کیا یہ امر واقعہ نہیں

اس کینہ توز قوم نے بھی اُنھیں - بیکس - بے بس
بے سامان - بے زر - بے زور - ہر طرح دکھ دیا -
کئی برس تک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم
کے تعلقات کو مدور رکھا - یہاں تک کہ آپ کو
شعیب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا - چند صحابہ ساتھ
ہیں جو مصائب و آلام کا ہدف ہیں - انکے زور نالے
آسمان تک جاتے ہیں مگر مکہ کے شقی القلب نہیں سنتے
ایسی حالت میں خدا کے لیے غور کرو وہ کیا چیز تھی جس نے
ابوبکر صدیق کو ایمان پر قائم رکھا - کیا کسی
پوسیشن کی نظر میں یہ مکہ کا مہجور مگر خدا کا محبوب کوئی
شہنشاہ ہونے والا نظر آسکتا تھا - جسکے سامنے -
قیصر و کسریٰ کی گردنیں جھک جائیں گی ؟ ہرگز نہیں -
پس ایسے وقت میں صرف اور صرف وہی روح اور دل
اُسکو قبول کرسکتا تھا جو راستی کا فرزند اور صداقت کا شاہزادہ
ہو - اور وہ صدیقی فطرت کا انسان ابوبکر تھا - نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی **مکی زندگی** میں آپ کا
ساتھ دینا - آپکے کامل الایمان ہونے پر ایک ایسا
خدائی فیصلہ ہے کہ اسلام کے تلخ ترین دشمنوں کو بھی
اقرار کرنے کے بغیر چارہ نہیں رہا - بلکہ صدیقی ایمان
کے نمونے نے ایسے تلخ دشمنوں کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت کے متعلق اعتراض کرنے میں متزلزل
کر دیا ہے - چنانچہ سر ولیم میور جسنے - لائف آف محمدؐ اور
تاریخ خلافت اور کئی کتابیں اسلام پر لکھی ہیں - اور وہ
اسلام کا سخت دشمن ہے اپنی تاریخ خلافت میں لکھتا ہے
جب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف غور کرتا ہوں
تو بڑا دانا - ذی فہم - معاملات دنیا کے پر پیچ حالات
سے واقف تھا اور اپنی قوم میں سب سے زیادہ زیرک
تھا - اور پھر اس شخص کی صاف عقیدت بھی اور
بے ریا ارادت کو دیکھتا ہوں جو اسکو رسول
عربی کی نسبت تھی تو خواہ مخواہ مجھے شک
پڑتا ہے کہ رسول عربی کا دعویٰ شاید صحیح ہو -
غور کرو ولیم میور دشمن اسلام کو جو چیز مجبور کر رہی ہے
وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دعویٰ میں کاذب اور
منصوبہ باز نہ سمجھے - وہ حضرت صدیق کا باوجود ذی ثروت
اور ذی وجاہت ہونے کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا جاں نثار اور فرمانبردار ہونا ہے - (باقی آئندہ)

جنازہ غائب

میری بیوی عمر خاتون جس نے ۱۸۹۶ء میں قادیان شریف حاضر ہو کر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی - مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو فوت ہوگئی ہے - اسلیے التماس ہے کہ آپ اپنے اخبار میں مشتہر کردیں - مرحومہ کا جنازہ غائب پڑھا جاوے - والسلام

نواب الدین کلرک پلٹن ۱۲۲ از چمن ملک بلوچستان